سوال

مسواک کس ہاتھ سے کرنی چاہیے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسواک دائیں ہاتھ سے کرنی چاہیے یا بائیں ہاتھ سے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ جلد 5 ص 21 میں لکھا ہے :

«یستحب السواک بالید الیسریٰ لآنہ دفع القذرات والاذیٰ من الضم ۔ اوکما قال»

''مسواک بائیں ہاتھ سے کرنا افضل و مستحب ہے کیونکہ وہ منہ کی مکروہ اور قبیح چیزوں کے نکالنے اور دفع کرنے کا سبب ہے ۔''

«اقول بتوفیق الموفق ۔ وردفی الحدیث رواہ ابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاًقال السواک یذہب البلغم الحدیث» (تلخیص الجبیر ص 25)

یعنی ''مسواک بلغم کو دفع کرتی ہے پس بناء علیٰ ہذا مسواک بائیں ہاتھ سے کرنا بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے ۔'' ۔

تجربہ بھی اس پر شاہد ہے اور اسی کا مؤید ہے کہ واقعۃً مسواک کرتے وقت کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ منہ سے تھوک، مخاط، بلغم، لعاب وغیرہ ہاتھ (1) پر گرتے ہیں ۔ پس مناسب ہے کہ وہ بائیں ہاتھ پر گریں اور ان کو بائیں ہاتھ ہی سے نکالا جائے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ۔

«کانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیمنیٰ لطہورہ وطعامہ وکانت یدہ الیسریٰ لخلائہ وما کان من اذی رواہ الامام ابوداؤدوقال المنذری اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجہ» (عون المعبود ص 13 ص 1)

یعنی ''نبی ﷺ کا دایاں ہاتھ کھانا کھانے اور دیگر پاکیزہ امور کے لیے تھا اور بایاں ہاتھ استنجاء اور اس قسم کے دوسرے کاموں کے لیے ۔''

تنبیہہ : حدیث شریف میں آیا ہے :

«عن عائشۃقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب التیامن فی تنعلہ وترجلہ وطھورہ وفی شانہ متفق علیہ۔» (نیل الاوطار ص212 ج2۔ تلخیص الجبیر ص32 جلد1۔ «وقال الحافظ ابن حجرفی شرح البخاری» ص135 ج1۔ «زادابوداؤد عن مسلم بن ابراہیم عن شعبۃ وسواکہ انتہی۔ واقول بتوفیق ربی ان ہذہ الزیادۃ فی سنن ابی داؤد موجودۃ وللہ الحمد۔ ولفظ ابی داؤد ہکذا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب التیامن مااستطاع فی شانہ کلہ فی طھورہ وترجلہ وتنعلہ قال مسلم ابی ابراہیم (احمد رواۃ الحدیث وہوثقۃ) وسواکہ ولم یذکرفی شانہ کلہ۔ قال ابوداؤد رواہ عن شعبہ معاذولم یذکروسواکہ عون المعبود» ص218 ج1)

اس حدیث کے متبادر الیالفہم معنی یہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک دائیں ہاتھ سے کرنا دوست رکھتے تھے۔ شاید محدثین شارحین کتب احادیث رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کے ماتحت اسی واسطے یوں لکھا ہے :

«قال النووی ہذہ قاعدۃ مستمرۃ فی الشرع وہی ان ماکان من باب التکریم والتشریف کلبس الثواب والسراویل والخف ودخول المسجد والسواک والاکتحال وتقلیم الاظفار وقص الشارب وترجیل الشعر ونتف الابط وحلق الرأس والسلام من الصلوٰۃ وغسل اعضاء الطہارۃ والخروج من الخلاء والاکل واشلرب المصافحۃ واستلام الحجر الاسود وغیرہ ذلک مما ہوفی معناہ یحب التیامن فیہ واما من کان بضدہ کدخول الخلاء والخروج من المسجد والامتخاط والاستجاؤ وخلع الثوب والسراویل والخف واما شبہ ذلک فیستحب التیاسر فیہ وذلک کلہ لکرامتہ الیمین» (نیل الاوطار ص212 ج1)

مگراس عاجزکے علم وفہم میں یوں ہے کہ اس حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ بات مرغوب خاطر تھی کہ ہر کام کو دائیں ہی طرف سے شروع کیا جائے اور خود بھی دائیں ہی جانب سے شروع کرنا پسند رکھتے تھے اگر وہ کام بائیں ہاتھ سے کرنے والا ہو مگر شروع دائیں ہی ہاتھ سے کیا جائے۔ مثلاً جوتی پہننا، طہارت کرنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، مسواک کرنا یاناک صاف کرنا وغیرہ وغیرہ۔ میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ اگرچہ یہ سب کام بائیں ہاتھ کئے جائیں مگران میں یحب التیامن کی رُو سے دائیں طرف سے ابتدائی کی جائے، جوتی بھی دائیں جانب سے پہلے پہنی جائے، طہارت کرنے میں بھی پہلے دائیں طرف صاف کی جائے۔ بغلیں اکھیڑنے میں بھی پہلے دائیں جانب سے اکھیڑی جائیں۔ مسواک بھی پہلے منہ میں دائیں جانب کی جائے۔ اسی طرح ناک صاف کرتے وقت پہلے دائیں جانب سے ینی صاف کی جائے۔ اس کا عکس مثلاً کُرتہ اتارنا، واسکٹ صدری اتارنی، کوٹ جُبہ اتارنا، پاجامہ اتارنا ہو تواگرچہ یہ سب دائیں ہاتھ سے اتارے جائیں گے مگرپہلے بائیں جانب سے اتارنے ہوں گے۔ البتہ بعض امور ایسے بھی ہیں کہ بسبب از باب التکریم والتشریف ہونے کے دائیں ہاتھ سے اور دائیں ہی جانب سے شروع کئے جاتے ہیں اور ایسا کوئی ایک امر بھی نظر نہیں آتا کہ بہ سبب خلاف از باب تکریم وتشریف ہونے کے بائیں ہاتھ اور بائیں ہی جانب سے شروع کیا جائے۔

«ویمکن ان یدخل فیہ خلع النعل بالید۔» غالباً بلکہ اغلباً کُتب احادیث کے شارحین رحمہ اللہ علیہم نے بھی یہی سمجھا ہے کیونکہ مذکورہ محولہ عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو متبادر الی الفہم معنوں (جو عاجزنے پہلے عرض کئے ہیں) پر دلالت کرتے ہیں۔

تیجہ : عاجزنے اپنا ذکر کردہ مقصد اس طریق پر استدلال کرنے سے سمجھا ہے کہ حدیث «کانت یدہ الیمنی لطھورہ وطعامہ وکانت یدہ الیسریٰ لخلائہ وماکان من اذیٰ» میں صرف یہ ذکر ہے کہ دایاں ہاتھ طعام وطہور اور عمدہ مبارک کاموں کے لیے ہے اور بایاں ہاتھ استنجا، اذی، نذروغیرہ قبیح کاموں کے لیے ہے تو گویا اس حدیث میں دونوں ہاتھوں کے معین کاموں کا ذکر آگیا اور حدیث یحب التیامن کا صرف یہی مطلب ہے کہ ہر کام کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے (والا استثناء استثناء) دائیں یا بائیں ہاتھ کا اس میں کوئی تعرض یا اشارہ نہیں۔

جواب : حدیث (کانت یدہ الیمنٰی لطھورہ) اسی کو مؤید ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے ہو کیونہ دوسری حدیث میں مسواک کو مطھرۃ للفم کہا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کا قیاس کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کیونکہ منہ میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈالا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی منہ کی میل دور کرنے کےلیے اور اندر کی صفائی کےلیے ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کے قیاس سے لازم آتا ہے کہ بائیں ہاتھ سے منہ میں پانی ڈالا جائے، اسی طرح ناک میں پانی دائیں ہاتھ سے ڈلتے ہیں اور احادیث میں بھی اس کی تصریح آئی ہے حالانکہ بعض دفعہ گندے قطرے ہاتھ پر گرتے ہیں مگر یہ اتفاق امر ہے اس لیے اس کا اعتبار نہیں پس ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کا قیاس کچھ ٹھیک معلوم ہوتا ہاں ہاتھ گندگی کو لگتا جیسے ناک سنکنے اور استنجاء کرنے کے وقت لگتا ہے تو اس صورت میں بے شک مسواک بائیں ہاتھ سے مناسب تھی۔ مگر مسواک تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کے بمنزلہ ہے اس لیے ناک سنکنے اور استنجاء کرنے کے ساتھ اس کو مشابہت

دینا ٹھیک نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

---

(1)منہ سیدھا سامنے کو رکھے پھر نہیں گرتے۔ نیز یہ اتفاقی امر ہے اس پر حکم مرتب نہیں ہوسکتا۔12(''تنظیم اہلحدیث'')

(2)آہ!آج ہم مجبور ہیں کہ موصوف کے نام سے مرحوم کہیں کیونکہ آپ 10 رجب 1352ھ کو عالم بقا کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر وارحمہ۔12 (تنظیم)

فتاویٰ اہلحدیث

مسواک کا بیان، ج1ص282